ٹھنڈا گوشت

ایشر سنگھ جوں ہی ہوٹل کے کمرے میں داخل ہوا، کلونت کور پلنگ پر سے اٹھی۔ اپنی تیز تیز آنکھوں سے اس کی طرف گھور کر دیکھا اور دروازے کی چٹخنی بند کر دی۔ رات کے بارہ بج چکے تھے۔ شہر کا مضافات ایک عجیب پراسرار خاموشی میں غرق تھا۔

کلونت کور پلنگ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ ایشر سنگھ جو غالباً اپنے پراگندہ خیالات کے الجھے ہوئے دھاگے کھول رہا تھا، ہاتھ میں کرپان لئے ایک کونے میں کھڑا تھا۔ چند لمحات اسی طرح خاموشی میں گذر گئے۔ کلونت کور کو تھوڑی دیر کے بعد اپنا آسن پسند نہ آیا اور دونوں ٹانگیں پلنگ سے نیچے لٹکا کر انھیں ہلانے لگی۔ ایشر سنگھ پھر بھی کچھ نہ بولا۔

کلونت کور بھرے بھرے ہاتھ پیروں والی عورت تھی۔ چوڑے چکلے کولہے، تھل تھل کرنے والے گوشت سے بھرپور، کچھ بہت ہی زیادہ اوپر کو اٹھا ہوا سینہ، تیز آنکھیں، بالائی ہونٹ پر بالوں کا سرمئی غبار۔ ٹھوڑی کی ساخت سے پتہ چلتا تھا کہ بڑے دھڑلے کی عورت ہے۔

ایشر سنگھ سر نیوڑھائے ایک کونے میں چپ چاپ کھڑا تھا۔ سر پر اس کی کس کر باندھی ہوئی پگڑی ڈھیلی ہو رہی تھی۔ اس کے ہاتھ جو کرپان تھامے ہوئے تھے، تھوڑے تھوڑے لرزاں تھے مگر اس کے قد و قامت اور خد و خال سے پتہ چلتا تھا کہ وہ کلونت کور جیسی عورت کے لئے موزوں ترین مرد ہے۔

چند اور لمحات جب اسی طرح خاموشی میں گذر گئے تو کلونت کور چھلک پڑی لیکن تیز تیز آنکھوں کو نچا کر وہ صرف اس قدر کہہ سکی "ایشر سیاں"۔

ایشر سنگھ نے گردن اٹھا کر کلونت کور کی طرف دیکھا، مگر اس کی نگاہوں کی گولیوں کی تاب نہ لا کر منہ دوسری طرف موڑ لیا۔

کلونت کور چلّائی "ایشر سیاں"، لیکن فوراً ہی آواز بھینچ لی اور پلنگ پر سے اٹھ کر اس جانب جاتے ہوئے بولی "کہاں غائب رہے تم اتنے دن"۔

ایشر سنگھ نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری "مجھے معلوم نہیں"۔

کلونت کور بھنا گئی "یہ بھی کوئی ماں یا جواب ہے"۔

ایشر سنگھ نے کرپان ایک طرف پھینک دی اور پلنگ پر لیٹ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کئی دنوں کا بیمار ہے۔ کلونت کور نے پلنگ کی طرف دیکھا جو اب ایشر سنگھ سے لبالب بھرا تھا اور اس کے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اس نے بڑے پیار سے پوچھا "جانی کیا ہوا تمھیں"۔

ایشر سنگھ چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس سے نگاہیں ہٹا کر اس نے کلونت کور کے مانوس چہرے کو ٹٹولنا شروع کیا "کلونت!"

آواز میں درد تھا۔ کلونت کور ساری کی ساری سمٹ کر اپنے بالائی ہونٹ میں آگئی۔ "ہاں جانی!" کہہ کر وہ اس کو دانتوں سے کاٹنے لگی۔

ایشر سنگھ نے پگڑی اتار دی۔ کلونت کور کی طرف سہارا لینے والی نگاہوں سے دیکھا۔ اس کے گوشت بھرے کولہے پر زور سے دھپا مارا اور سر کو جھٹکا دے کر اپنے آپ سے کہا۔ "یہ کڑی یا دماغ ہی خراب ہے"۔

جھٹکا دینے سے اس کے کیس کھل گئے۔ کلونت کور انگلیوں سے ان میں کنگھی کرنے لگی۔ ایسا کرتے ہوئے اس نے بڑے پیار سے پوچھا "ایشر سیاں کہاں رہے تم اتنے دن؟"

منٹو

"ہرے کی ماں کے گھر۔" ایشر سنگھ نے کلونت کور کو گھور کے دیکھا اور دفعتاً دونوں ہاتھوں سے اس کے ابھرے ہوئے سینے کو مسلنے لگا "قسم واہگورو کی، بڑی جاندار عورت ہو۔"

کلونت کور نے ایک ادا کے ساتھ ایشر سنگھ کے ہاتھ ایک طرف جھٹک دیئے اور پوچھا۔

"تمھیں میری قسم بتاؤ کہاں رہے؟ ـــــ شہر گئے تھے؟"

ایشر سنگھ نے ایک ہی لپیٹ میں اپنے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے جواب دیا "نہیں۔"

کلونت کور چڑ گئی "نہیں تم ضرور شہر گئے تھے ـــــ اور تم نے بہت سا روپیہ لوٹا ہے جو مجھ سے چھپا رہے ہو۔"

"وہ اپنے باپ کا تخم نہ ہو جو تم سے جھوٹ بولے۔"

کلونت کور تھوڑی دیر کے لیئے خاموش ہوگئی، لیکن فوراً ہی بھڑک اٹھی "لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا، اس رات تمھیں ہوا کیا؟ ـــــ اچھے بھلے میرے ساتھ لیٹے تھے، مجھے تم نے وہ تمام گہنے پہنا رکھے تھے جو تم شہر سے لوٹ کر لائے تھے۔ میری پپتیاں لے رہے تھے۔ پر جانے ایک دم تمھیں کیا ہوا، اٹھے اور کپڑے پہن کر باہر نکل گئے۔"

ایشر سنگھ کا رنگ زرد ہوگیا۔ کلونت کور نے یہ تبدیلی دیکھتے ہی کہا "دیکھا کیسے رنگ پیلا پڑ گیا ـــــ ایشر سیاں، قسم واہگورو کی، ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔"

"تیری جان کی قسم کچھ بھی نہیں۔"

ایشر سنگھ کی آواز بے جان تھی۔ کلونت کور کا شبہ اور زیادہ مضبوط ہوگیا۔ بالائی ہونٹ بھینچ کر اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا "ایشر سیاں، کیا بات ہے تم وہ نہیں ہو جو آج سے آٹھ روز پہلے تھے؟"

ایشر سنگھ ایک دم اٹھ بیٹھا، جیسے کسی نے اس پر حملہ کیا تھا۔ کلونت کور کو اپنے تنومند بازوؤں میں سمیٹ کر اس نے پوری قوت کے ساتھ اسے بھنبھوڑنا شروع کر دیا۔

"جانی میں وہی ہوں ـــــ گھٹ گھٹ پا جپھیاں، تیری نکلے ہڈاں دی گرمی۔"

کلونت کور نے کوئی مزاحمت نہ کی، لیکن وہ شکایت کرتی رہی "تمھیں اس رات ہو کیا گیا تھا؟"

"بُرے کی ماں کا وہ ہو گیا تھا۔"

"بتاؤ گے نہیں۔"

"کوئی بات ہو تو بتاؤں۔"

"مجھے اپنے ہاتھوں سے جلاؤ اگر جھوٹ نہ بولو۔"

ایشر سنگھ نے اپنے بازو اس کی گردن میں ڈال دیئے۔ اور ہونٹ اس کے ہونٹوں میں گاڑ دیئے۔ مونچھوں کے بال کلونت کور کے نتھنوں میں گھسے تو اسے چھینک آ گئی۔ دونوں ہنسنے لگے۔

ایشر سنگھ نے اپنی صدری اتار دی اور کلونت کور کو شہوت بھری نظروں سے دیکھ کر کہا "آؤ جانی! ایک بازی تاش کی ہو جائے۔"

کلونت کور کے بالائی ہونٹ پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں پھوٹ آئیں۔ ایک ادا کے ساتھ اس نے اپنی آنکھوں کی پتلیاں گھمائیں اور کہا "چل دفان ہو۔"

ایشر سنگھ نے اس کے بھرے ہوئے کولھے پر زور سے چٹکی بھری۔ کلونت کور تڑپ کر ایک طرف ہٹ گئی "نہ کر ایشر سیاں، میرے درد ہوتا ہے۔"

ایشر سنگھ نے آگے بڑھ کر کلونت کور کا بالائی ہونٹ اپنے دانتوں تلے دبا لیا اور کچکچانے لگا۔ کلونت کور بالکل پگھل گئی۔ ایشر سنگھ نے اپنا کرتا اتار کر پھینک دیا اور کہا۔

"لو پھر ہو جائے ترپ چال۔"

کلونت کور کا بالائی ہونٹ کپکپانے لگا۔ ایشر سنگھ نے دونوں ہاتھوں سے کلونت کور کی قمیص کا گھیرا پکڑا اور جس طرح سے بکرے کی کھال اتارتے ہیں، اسی طرح اس کو اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔ پھر اس نے گھور کے اس کے ننگے بدن کو دیکھا اور زور سے اس کے بازو پر چٹکی

بھرتے ہوئے کہا۔

"کلونت! قسم واہگورو کی، بڑی کراری عورت ہے تو۔"

کلونت کور اپنے بازو پر ابھرتے ہوئے لال دھبے کو دیکھنے لگی۔ "بڑا ظالم ہے تو ایشر سیاں۔"

ایشر سنگھ اپنی گھنی کالی مونچھوں میں مسکرایا۔ "ہونے دے آج ظالم۔" اور یہ کہہ کر اس نے مزید ظلم ڈھانے شروع کئے۔ کلونت کور کا بالائی ہونٹ دانتوں تلے کچکچایا، کان کی لووں کو کاٹا، ابھرے ہوئے سینے کو بھنبھوڑا، بھرے ہوئے کولھوں پر آواز پیدا کرنے والے چانٹے مارے، گالوں کے منہ بھر بھر کے بوسے لئے۔ چوس چوس کر اس کا سینہ تھوکوں سے لتھیڑ دیا۔ کلونت کور تیز آنچ پر چڑھی ہوئی ہانڈی کی طرح ابلنے لگی۔ لیکن ایشر سنگھ ان تمام حیلوں کے باوجود خود میں حرارت نہ پیدا کر سکا۔ جتنے گر اور جتنے داؤں اسے یاد تھے سب کے سب اس نے پٹ جانے والے پہلوان کی طرح استعمال کر دیئے، پر کوئی کارگر نہ ہوا۔ کلونت کور نے جس کے بدن کے سارے تار تن کر خود بخود بج رہے تھے، غیر ضروری چھیڑ چھاڑ سے تنگ آکر کہا "ایشر سیاں، کافی پھینٹ چکا ہے، اب پتا پھینک!"

یہ سنتے ہی ایشر سنگھ کے ہاتھ سے جیسے تاش کی ساری گڈی نیچے پھسل گئی۔ ہانپتا ہوا وہ کلونت کور کے پہلو میں لیٹ گیا اور اس کے ماتھے پر سرد پسینے کے لیپ ہونے لگے۔

کلونت کور نے اسے گرمانے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہی، اب تک سب کچھ منہ سے کہے بغیر ہوتا رہا تھا لیکن جب کلونت کور کے منتظر بہ عمل اعضا کو سخت ناامیدی ہوئی تو وہ جھلا کر پلنگ سے اتر گئی۔ سامنے کھونٹی پر چادر پڑی تھی، اس کو اتار کر اس نے جلدی جلدی اوڑھ کر اور نتھنے پھلا کر بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ایشر سیاں، وہ کون حرامزادی ہے، جس کے پاس تو اتنے دن رہ کے آیا ہے اور جس نے تجھے نچوڑ ڈالا ہے؟"

ایشر سنگھ پلنگ پر لیٹا ہانپتا رہا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

کلونت کور غصے سے ابلنے لگی۔ "میں پوچھتی ہوں، کون ہے وہ چڈو ـــــ کون ہے وہ الفتی۔ کون ہے وہ چور پتا۔"

ایشر سنگھ نے تھکے ہوئے لہجے میں جواب دیا "کوئی بھی نہیں کلونت، کوئی بھی نہیں۔"

کلونت کور نے اپنے بھرے ہوئے کولھوں پر ہاتھ رکھ کر ایک عزم کے ساتھ کہا ـــــ "ایشر سیاں! میں آج جھوٹ سچ جان کے رہوں گی ـــــ کھا واہگورو جی کی قسم ـــــ کیا اس کی تہہ میں کوئی عورت نہیں؟"

ایشر سنگھ نے کچھ کہنا چاہا مگر کلونت کور نے اس کی اجازت نہ دی، قسم کھانے سے پہلے سوچ لے کہ میں بھی سردار نہال سنگھ کی بیٹی ہوں ـــــ تکا بوٹی کر دوں گی۔ اگر تو نے جھوٹ بولا ـــــ لے اب کھا واہگورو جی کی قسم ـــــ کیا اس کی تہہ میں کوئی عورت نہیں۔"

ایشر سنگھ نے بڑے دکھ کے ساتھ اثبات میں اپنا سر ہلایا۔ کلونت کور بالکل دیوانی ہو گئی، لپک کر کونے میں سے کرپان اٹھائی۔ میان کو کیلے کے چھلکے کی طرح اتار کر ایک طرف پھینکا اور ایشر سنگھ پر وار کر دیا۔

آن کی آن میں لہو کے فوارے چھوٹ پڑے۔ کلونت کور کی اس سے بھی تسلّی نہ ہوئی تو اس نے وحشی بلیوں کی طرح ایشر سنگھ کے کیس نوچنے شروع کر دیئے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اپنی نامعلوم سوت کو موٹی موٹی گالیاں دیتی رہی۔ ایشر سنگھ نے تھوڑی دیر بعد نقاہت بھری آواز میں التجا کی "جانے دے اب کلونت جانے دے۔"

آواز میں بلا کا درد تھا۔ کلونت کور پیچھے ہٹ گئی۔

خون ایشر سنگھ کے گلے سے اڑ اڑ کر اس کی مونچھوں پر گر رہا تھا۔ اس نے اپنے لرزاں ہونٹ کھولے اور کلونت کور کی طرف تشکر اور گلے کی ملی جلی نگاہوں سے دیکھا۔

"میری جان! تم نے بہت جلدی کی ـــــ لیکن جو ہوا ٹھیک ہے۔"

کلونت کور کا حسد پھر بھڑکا۔ "مگر وہ کون ہے تمھاری ماں؟"

لہو، ایشر سنگھ کی زبان تک پہنچ گیا۔ جب اس نے اس کا ذائقہ چکھا تو اس کے بدن میں جھرجھری سی دوڑ گئی۔

اور میں ـــ اور میں ـــ بھینی یا چھ آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں ـــ اسی کرپان سے۔"

کلونت کور کے دماغ میں صرف دوسری عورت تھی۔ "میں پوچھتی ہوں کون ہے وہ حرامزادی؟"

ایشر سنگھ کی آنکھیں دھندلا رہی تھیں۔ ایک ہلکی سی چمک ان میں پیدا ہوئی اور اس نے کلونت کور سے کہا۔ "گالی نہ دے اس بھڑوی کو۔"

کلونت چلائی۔ "میں پوچھتی ہوں وہ ہے کون؟"

ایشر سنگھ کے گلے میں آواز رندھ گئی۔ "بتاتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا اور اس پر جیتا جیتا خون دیکھ کر مسکرایا۔ "انسان ماں یا بھی ایک عجیب چیز ہے۔"

کلونت کور اس کے جواب کی منتظر تھی۔ "ایشر سنگھ تو مطلب کی بات کر۔"

ایشر سنگھ کی مسکراہٹ اس کی لہو بھری مونچھوں میں اور زیادہ پھیل گئی

"مطلب ہی کی بات کر رہا ہوں ـــ گلا چرا ہوا ماں یا میرا ـــ اب دھیرے دھیرے ہی ساری بات بتاؤں گا۔"

اور جب وہ بات بتانے لگا تو اس کے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے کے لیپ ہونے لگے ـــ "کلونت! میری جان ـــ میں تمھیں نہیں بتا سکتا، میرے ساتھ کیا ہوا ـــ انسان کُڑی یا بھی ایک عجیب چیز ہے ـــ شہر میں لوٹ مچی تو سب کی طرح میں نے بھی اس میں حصہ لیا ـــ گہنے پاتے اور روپیہ پیسے جو بھی ہاتھ لگے وہ میں نے تمھیں دے دیئے ـــ لیکن ایک بات تمھیں نہ بتائی۔"

ایشر سنگھ نے گھاؤ میں درد محسوس کیا اور کراہنے لگا۔ کلونت کور نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور بڑی بے رحمی سے پوچھا۔ "کون سی بات؟"

ایشر سنگھ نے مونچھوں پر جمے ہوئے لہو کو پھونک کے ذریعہ سے اڑاتے ہوئے کہا۔

"جس مکان پر ـــ میں نے دھاوا بولا تھا ـــ اس میں سات ـــ اس میں سات آدمی تھے ـــ چھے میں نے ـــ قتل کر دیئے ـــ اسی کرپان سے جس سے تو نے مجھے ـــ چھوڑ اسے ـــ سن ـــ ایک لڑکی تھی بہت ہی سندر اس کو اٹھا کر میں اپنے ساتھ لے آیا۔"

کلونت کور خاموش سنتی رہی۔ ایشر سنگھ نے ایک بار پھر پھونک مار کے مونچھوں پر سے لہو اڑایا ـــ "کلونت جانی میں تم سے کیا کہوں، کتنی سندر تھی ـــ میں اسے بھی مار ڈالتا، پر میں نے کہا "نہیں، ایشر سیاں، کلونت کور کے تو ہر روز مزے لیتا ہے، یہ میوہ بھی چکھ دیکھ۔"

کلونت کور نے صرف اس قدر کہا "ہوں۔"

"اور میں اسے کندھے پر ڈال کر چل دیا ـــ راستے میں ـــ کیا کہہ رہا تھا میں ـــ ہاں راستے میں ـــ نہر کی پٹڑی کے پاس، تھوہڑ کی جھاڑیوں تلے میں نے اسے لٹا دیا ـــ پہلے سوچا کہ پھینٹوں، لیکن پھر خیال آیا کہ نہیں" ـــ یہ کہتے کہتے ایشر سنگھ کی زبان سوکھ گئی۔

کلونت کور نے تھوک نگل کر اپنا حلق تر کیا اور پوچھا۔ "پھر کیا ہوا؟"

ایشر سنگھ کے حلق سے بمشکل یہ الفاظ نکلے۔ "میں نے ـــ میں نے پتا پھینکا ـــ لیکن ـــ لیکن ـــ"

اس کی آواز ڈوب گئی۔

کلونت کور نے اسے جھنجھوڑا۔ "پھر کیا ہوا؟"

ایشر سنگھ نے اپنی بند ہوتی ہوئی آنکھیں کھولیں اور کلونت کور کے جسم کی طرف دیکھا جس کی بوٹی بوٹی تھرک رہی تھی۔" وہ ——— وہ مری ہوئی لاش تھی ——— بالکل ٹھنڈا گوشت ——— جانی مجھے اپنا ہاتھ دے ———"

کلونت کور نے اپنا ہاتھ ایشر سنگھ کے ہاتھ پر رکھا جو برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا تھا۔

بابو گوپی ناتھ

بابو گوپی ناتھ سے میری ملاقات سن چالیس میں ہوئی۔ ان دنوں میں بمبئی کا ایک ہفتہ وار پرچہ ایڈٹ کیا کرتا تھا۔ دفتر میں عبدالرحیم سینڈو ایک ناٹے قد کے آدمی کے ساتھ داخل ہوا۔ میں اس وقت لیڈر لکھ رہا تھا۔ سینڈو نے اپنے مخصوص انداز میں باآواز بلند مجھے آداب کیا اور اپنے ساتھی سے مجھے متعارف کرایا۔" منٹو صاحب بابو گوپی ناتھ سے ملیے۔"

میں نے اٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔ سینڈو نے حسب عادت میری تعریفوں کے پل باندھنے شروع کر دیئے۔" بابو گوپی ناتھ تم ہندوستان کے نمبر وَن رائٹر سے ہاتھ ملا رہے ہو۔ لکھتا ہے تو دھڑن تختہ ہو جاتا ہے لوگوں کا۔ ایسی کنٹی نیوٹی ملاتا ہے کہ طبیعت صاف ہو جاتی ہے۔ پچھلے دنوں وہ کیا چٹکلہ لکھا تھا آپ نے منٹو صاحب۔ مس خورشید نے کار خریدی۔ اللہ بڑا کارساز ہے۔ کیوں بابو گوپی ناتھ ہے نا اینٹی کی پینٹی پو؟"

عبدالرحیم سینڈو کے باتیں کرنے کا انداز بالکل نرالا تھا۔ کنٹی نیوٹی۔ دھڑن تختہ، اور اینٹی کی پینٹی پو ایسے الفاظ اس کی اپنی اختراع تھے جن کو وہ گفتگو میں بے تکلف استعمال کرتا تھا۔ میرا تعارف کرانے کے بعد وہ بابو گوپی ناتھ کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ بہت مرعوب نظر آتا تھا۔" آپ ہیں بابو گوپی ناتھ، بڑے خانہ خراب۔ لاہور سے جھک مارتے مارتے